نالۂ یتیم

یعنی

وہ دردانگیز نظم

جو

ترجمان حقیقت ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم اے ۔ پی ایچ ڈی بیرسٹر ایٹ لاء لاہور

نے

انجمن حمایت اسلام لاہور کے پندرھویں سالانہ جلسے میں پڑھی تھی

(مصنف موصوف کی اجازت سے)

مرغوب ایجنسی لاہور

کے لئے

[illegible] لاہور میں طبع ہوئی

زخمِ دل کے واسطے ملتا نہیں مرہم مجھے

اپنی قسمت کا ہر اک ناصور ہے مرہم مجھے

نقشِ داماں پر کا ہو زربست ماتم مجھے

ہاں ڈبو دے اے محیطِ دیدۂ پُرنم مجھے

مضطرب ہے داغ ہونا خونِ غافل کے لئے

ڈھونڈتا ہے تجھ کو اشکِ یتیمی کے لئے

نالۂ یتیم

قریباً سولہ سال ہوئے جب یہ نظم انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر پڑھی گئی تھی سنہ ۱۹۱۰ء میں اسی تقطیع پر چھپکر شائع ہوئی - اور اب سنہ ۱۹۱۶ء میں بوجہ مقبول ہونے کے سہ بارہ چھپوائی جاتی ہے ۔

منیجر

نالۂ یتیم

آہ! کیا کہیے کہ اب پہلو میں اپنا دل نہیں
بجھ گئی جب شمعِ روشن در خورِ محفل نہیں
اے مصافِ نظمِ ہستی! میں ترے قابل نہیں
ناامیدی جس کو طے کر لے یہ وہ منزل نہیں

ہائے کس منہ سے شریکِ بزمِ میخانہ ہوں میں
ٹکڑے ٹکڑے جس کے ہو جائیں وہ پیمانہ ہوں میں

خارِ حسرت غیرتِ نوکِ سناں ہونے لگا
یوسفِ غم زینتِ بازارِ جاں ہونے لگا
دل مرا شرمندۂ ضبطِ فغاں ہونے لگا
نالۂ دل روشناسِ آسماں ہونے لگا

کیوں نہ وہ نغمہ سرائے رشکِ صد فریاد ہو
جو سرودِ عندلیبِ گلشنِ برباد ہو

پنجۂ وحشت بڑھا چاکِ گریباں کے لئے
اشکِ غم ڈھلنے لگے پابوسِ داماں کے لئے
مضطرب ہے یوں دلِ نالاں بیاباں کے لئے
جس طرح بلبل تڑپتا ہے گلستاں کے لئے

لینگے ہم ہنگامۂ ہستی میں اب کیا بیٹھکر
روئیے جاکر کسی صحرا میں تنہا بیٹھکر

قابلِ عشرت دلِ خوگردۂ حسرت نہیں
درخورِ بزمِ طرب شمعِ سرِ تربت نہیں
زیرِ گردوں شاہدِ آرام کی صورت نہیں
غیرِ حسرت غازۂ رخسارۂ راحت نہیں

صبحِ عشرت بھی ہماری غیرتِ صد شام ہے
ہستیِ انساں غبارِ خاطرِ آرام ہے

ہے قیامِ بحرِ ہستی جزر و مدِ اُمید کا

گاہ ہے گاہے اُبھرتی ہے مسرّت کی ہوا

زندگی کو نورِ اُلفت سے ملی جس دم ضیا

لے کے طوفانِ ستم ابرِ تغیّر آگیا

ہے کسی کو کامِ دل حاصل۔ کوئی ناکام ہے

اس نظارہ کا مگر خاکِ لحد انجام ہے

اے فلک! تجھ سے تمنائے سعادت پروری

ہر ستارہ ہے ترا داغِ دلِ نیک اختری

تو نے رکھا ہے کسے حرماں نصیبی سے بری

اے مسلماناں! فغاں از دورِ چرخِ چنبری

دوستی از کس نمی بینیم یاراں را چہ شد

دوستی کُو آخر آمد دوستداراں را چہ شد

نطق کر سکتا نہیں کیفیتِ غم کو عیاں
اس کی تیزی کو مٹا دیتے ہیں اندازِ بیاں

آ نہیں سکتی زباں تک رنج و غم کی داستاں
خندہ زن میرے لب گویا یہ ہے دردِ نہاں

عجزِ گویائی ہے گویا حکمِ قیدِ خامشی
مجرمِ اظہارِ غم کو یہ سزا ملنے لگی

زخمِ دل کے واسطے ملتا نہیں مرہم مجھے
اپنی قسمت کا ہے رونا صورتِ آدم مجھے

ظلِ دامانِ پدر کا ہے رنجِ ماتم مجھے
ہاں! ڈبو دے!! اے محیطِ دیدۂ پُرنم مجھے

مضطرب اے دل! نہ ہونا ذوقِ طفلی کے لئے
تو بنا ہے تلخیِ اشکِ یتیمی کے لئے

سایۂ رحمت ہے تو اے ظلِ دامانِ پدر!
غنچۂ طفلی پہ ہے مثلِ صبا تیرا گذر

رہنما ہے وادیٔ عالم میں تو مثلِ خضرؑ
تو تو ہے اک مظہرِ شانِ کریمی سر بسر

ہے شہنشاہی جو طفلی تو ہما تاثیر ہے
تو نہ ہو تو زندگی اک قیدِ بے زنجیر ہے

عینِ طفلی میں ہلال آسا کمر خم کھا گئی
صبحِ پیری کی تمہ بن کر تیمی آ گئی

یادِ ناکامی اسے کیا جانئے کیا سمجھا گئی
شعلۂ سوزِ الم کو اور بھی بھڑکا گئی

دم کے بدلے میرے سینے میں دمِ شمشیر ہے
زندگی اپنی کتابِ موت کی تفسیر ہے

جوشش خضر سے ہے اے ابر جولانی تری
اور قمر کے دم سے ہے ساری یہ طغیانی تری
کوہ دریا سے ہے قائم شانِ سلطانی تری،
اور شعاعِ مہر سے ہے خندہ پیشانی تری
نظمِ عالم میں نہیں موجود سازِ بیکسی
ہو گئی پھر کیوں یتیمی صیدِ بازِ بیکسی
کھینچ سکتا ہے مصور خندۂ گل کا سماں
اور کچھ مشکل نہیں اے برق! تیری شوخیاں
صبح کا اختر نہیں کلکِ تصور پر گراں،
اور ہی کچھ ہیں مگر میرے تبسم کے نشاں
یہ تبسم اشکِ حسرت کا نمک پروردہ ہے
دردِ پنہاں کو چھپانے کیلئے اک پردہ ہے

یادِ ایامِ سلف! تُو نے مجھے تڑپا دیا
آہ! اے چشمِ تصوّر! تو نے کیا دکھلا دیا
اے فراقِ رفتگاں! تو نے کیا سمجھا دیا
دردِ پنہاں کی خلش کو اور بھی چمکا دیا
رہ گیا ہوں دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام کر
کچھ مداوا اِس مرض کا اے دلِ ناکام کر!
آمدِ بُوئے نسیمِ گلشنِ رشکِ ارم،
ہو نہ مربُون سماعت جس کی آوازِ قدم
لذّتِ رقصِ شعاعِ آفتابِ صبحدم
یا صدائے نغمۂ مُرغِ سحر کی زیر و بم
رنگ کچھ شہرِ خموشاں میں جما سکتی نہیں
خفتگانِ کنجِ مرقد کو جگا سکتی نہیں

ہر گھڑی اے دل! نہ یوں اشکوں کا دریا چاہیئے
داستاں جیسی ہو ویسا سننے والا چاہیئے
ہر کسی کے پاس یہ دکھڑا نہ رونا چاہیئے
آستاں اس کو نسیمِ ہاشمی کا چاہیئے

چشمِ باطن کی نظر بھی کیا سُبک رفتار ہے
سامنے اک دم میں درگاہِ شہِ ابرار ہے

اے مددگارِ غریباں! اے پناہِ بیکساں!
اے نصیرِ عاجزاں! اے مایۂ بے مایگاں!
کارواں صبر و تحمل کا ہُوا دل سے رواں
کہنے آیا ہوں میں اپنے درد و غم کی داستاں

ہے تری ذاتِ مُبارک حلِّ مشکل کے لئے
نام ہے تیرا شفاء دُکھتے ہوئے دِل کے لئے

بیکسوں میں تابِ جورِ آسماں ہوتی نہیں
ان دِلوں میں طاقتِ ضبطِ فغاں ہوتی نہیں
کون وُہ آفت ہے جو رہنِ بیاں ہوتی نہیں
اک یتیمی ہے کہ ممنُونِ زباں ہوتی نہیں

میری صُورت ہی کہانی ہے دلِ ناشاد کی
ہے خموشی بھی مری سائل تری امداد کی

بزمِ عالم میں طرازِ مسندِ عظمت ہے تُو
بہرِ انساں جبرائیل آیۂ رحمت ہے تُو
اَے دیارِ علم و حکمت قبلۂ امت ہے تُو
اَے ضیائے چشمِ ایماں زیبِ ہر جنت ہے تُو

درد جو انساں کا تھا وُہ تیرے پہلو سے اُٹھا
قلزمِ جوشِ محبت تیرے آنسو سے اُٹھا

آبِ کوثر تشنہ کامانِ محبت کا ہے تو
جس کے ہر قطرے میں سو موتی ہو وہ دریا ہے تو

طورِ چشمِ کلیم اللہ کا تارا ہے تو
معنیٔ یٰسٓ ہے تو مفہومِ اَوْاَدْنیٰ ہے تو

اُس نے پہچانا نہ تیری ذاتِ پُر انوار کو
جو نہ سمجھا احمدِ بے میم کے اسرار کو

دلربائی میں مثالِ خندۂ نادر ہے تو
مثلِ آوازِ پدر شیریں تراز کوثر ہے تو

جس سے تاجِ عرش کو زینت ہو وہ گوہر ہے تو
از پئے تقدیرِ عالم صورتِ اختر ہے تو

زیبِ حسنِ محفلِ اشرافِ عالم تو ہوا
تھی مؤخر گرچہ آمد پر مقدم تو ہوا

تیرا رتبہ جوہرِ آئینۂ لولاک ہے

فیض سے تیرے رگِ تاک یقیں نمناک ہے

تیرے سایہ سے منوّر دیدۂ افلاک ہے

کیمیا کہتے ہیں جس کو تیرے در کی خاک ہے

تیرے نظّارے کا موسیٰ میں کہاں مقدور ہے

تو ظہورِ لن ترانی گوئے اوجِ طور ہے

دوپہر کی آگ میں وقتِ درو دہقان پر

ہے پسینے سے نمایاں مہرِ تاباں کا اثر

جھلکیاں اُمیّد کی آتی ہیں چہرے پر نظر

کاٹ لیتا ہے مگر جس وقت محنت کا ثمر

یا محمّد کہہ کے اُٹھتا ہے وہ اپنے کام سے

ہائے کیا تسکیں اُسے ملتی ہے تیرے نام سے

وہ پناہِ دینِ حق وہ دامنِ غارِ حرا
جو ترے فیضِ قدم سے غیرتِ سینا ہوا
وہ حصارِ عافیت وہ سلسلۂ فاران کا
جس کے ہر ذرّے سے اُٹھّی دینِ کامل کی صدا
فخرِ پابوسی سے تیری آسماں سا ہو گئی
یہ زمیں ہمپایۂ عرشِ معلّیٰ ہو گئی
نظمِ قدرت میں نشاں پیدا نہیں بیداد کا
شکوہ کرنا کام ہوتا ہے دلِ ناشاد کا
آ گرا ہوں تیرے در پر وقت ہے امداد کا
سرفرازی چاہیئے بدلہ مری اُفتاد کا
آ نہ سکتا تھا زباں تک بیکسی کا ماجرا
حوصلہ لیکن مجھے تیری یتیمی نے دیا

تھم ذرا بیتابیٔ دل! کیا صدا آتی ہے یہ

لطفِ آبِ چشمۂ حیواں کو شرماتی ہے یہ

دل کو سوزِ عشق کی آتش سے گرماتی ہے یہ

روح کو یادِ الٰہی کی طرح بھاتی ہے یہ

ہاں ادب! اے دل بڑھا اعزازِ مشتِ خاک کا

ہیں مخاطب ہوں جنابِ سیّدِ لولاک کا

اے گرفتارِ یتیمی! اے اسیرِ قیدِ غم

تجھ سے ہے آرامِ جانِ سیّدِ خیر الاُمم

نا اُمیدی نے کیے ہیں تجھ پہ کچھ ایسے ستم

چیرتا ہے دل کو تیرا نالۂ درد و الم

تیری بے سامانیوں سے کیوں نہ میرا دل جلے

شرم سی آتی ہے تجھ کو بے نوا کہتے ہوئے

خرمنِ جاں کے لئے بجلی ترا افسانہ ہے

دِل نہیں پہلو میں تیرے غم کا عشرت خانہ ہے

جس پہ بربادی ہو صدقے وہ ترا ویرانہ ہے

سہم جائے جس سے فرحت وہ ترا کاشانہ ہے

کانپتا ہے آسماں تیرے دِلِ ناشاد سے

ہل گیا عرشِ معظم بھی تری فریاد سے

خوں رُلاتا ہے تیرا دیدۂ گریاں مجھے؟

کیوں نظر آتا ہے تو رہنِ غمِ پنہاں مجھے؟

کیوں نظر آتا ہے تیرا حالِ بے ساماں مجھے؟

کیوں نظر آتا ہے تو مثلِ تنِ بے جاں مجھے؟

میری اُمت کیا شریکِ دردِ پیغمبر نہیں؟

کیا جہاں میں عاشقانِ شافعِ محشر نہیں؟

جس طرح مجھ سے نبوت میں کوئی بڑھکر نہیں

میری امت سے حمیت میں کوئی بڑھکر نہیں

امتحانِ صدق ہمت میں کوئی بڑھکر نہیں

ہم مسلمانوں سے غیرت میں کوئی بڑھکر نہیں

یہ دل و جاں سے خدا کے نام پر قربان ہیں

ہوں فرشتے بھی فدا جن پر یہ وہ انسان ہیں

جا کے یوں کہنا کہ "اے گلہائے باغِ مصطفےٰ!!"

تم سے برگشتہ نہ ہو جائے زمانے کی ہوا

عرصۂ ہستی میں ازبہرِ حصولِ مدعا

رشکِ صد اکسیر ہوتی ہے یتیموں کی دعا

یہ وہ جادو ہے کہ جس سے دیوِ حرماں دور ہو

یہ وہ نسخہ ہے کہ جس سے دردِ عصیاں دور ہو

یہ دعا میدانِ محشر میں بڑی کام آئے گی
شاہدِ شانِ کریمی سے گلے ملوائے گی

آتشِ عشقِ الٰہی سے تمہیں گرمائے گی
جو نہ موسیٰ نے بھی دیکھا تھا تمہیں دکھلائے گی

جس طرح مجھ کو شہیدِ کربلا سے پیار ہے
حق تعالیٰ کو یتیموں کی دعا سے پیار ہے

جوش میں اپنی رگِ ہمت کو لانا چاہیئے
احمدی غیرت زمانے کو دکھانا چاہیئے

بندشِ غم سے یتیموں کو چھڑانا چاہیئے
مل کے اک دریا سخاوت کا بہانا چاہیئے

کام بے دولت یہ چرخِ کہن چلتا نہیں
نخلِ مقصد غیرِ آبِ زر کبھی پھلتا نہیں

صیدِ شاہین یتیمی کا پھڑکنا اور ہے
نوک جس کی دل میں چبھتی ہو وہ کانٹا اور ہے
علتِ حرماں نصیبی کا مداوا اور ہے
دردِ آزارِ مصیبت کا مسیحا اور ہے
پھونک دیتا ہے جگر کو دل کو تڑپاتا ہے یہ
نسخۂ مہر و محبت سے مگر جاتا ہے یہ

تھی یتیمی کچھ ازل سے آشنا اسلام کی
پہلے رکھی ہے یتیموں نے بنا اسلام کی
کہہ رہی ہے اہلِ دل سے ابتدا اسلام کی
ہے یتیموں پر عنایت انتہا اسلام کی
تم اگر سمجھو تو یہ سو بات کی اک بات ہے
آبرو میری یتیمی کی تمہارے ہاتھ ہے

اقبال

کلامِ نیرنگ
سید غلام بھیک صاحب نیرنگ بی اے پلیڈر انبالہ کا کلام
جو رسالہ مخزن لاہور میں وقتاً فوقتاً چھپتا رہا عرصہ ہوا کہ ایک مجموعہ کی صورت میں
دفتر مخزن سے شائع ہوا تھا۔ وہ ایڈیشن ختم ہو جانے پر دوسرے ایڈیشن
کی ضرورت پڑی۔ اس لئے جناب سید صاحب موصوف الصدر سے بحیثیت مصنف
ہونے کے باقاعدہ اجازت لیکر اب دوسرا ایڈیشن مقبول عام تقطیع پر نہایت
خوشخط عمدہ سفید ایوری فنش کاغذ لگا کر چھاپا گیا ہے۔ اس دوسرے ایڈیشن
میں اور بھی چند ایک نظمیں (جو پہلے ایڈیشن میں نہیں) اضافہ ہوئی ہیں نئی بات
یہ بھی ہے کہ مصنف کا فوٹو بھی دیا گیا ہے۔ نیز مصنف کی نظر ثانی ہو کر یہ مجموعہ
چھپا ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک آٹھ آنے ہے۔ ۸/
مینیجر مرغوب ایجنسی لاہور سے منگایئے